غزلیں

شاہد عزیز

○

دھیرے دھیرے پگھل رہا ہے کوئی
خواب سانچے میں ڈھل رہا ہے کوئی

چاند تاروں کی بات کرتا ہے
آسمانوں پہ چل رہا ہے کوئی

پھر کہیں راہ میں نہ رہ جائے
مجھ سے آگے نکل رہا ہے کوئی

ٹھوکریں کھا رہا ہے برسوں سے
کیسے رستے پہ چل رہا ہے کوئی

آئینہ دیکھنے سے ڈرتا ہے
اپنے سائے کو چھل رہا ہے کوئی

277، ماتھ، بھوپال پورہ، اُدے پور۔ 313001

عزّم حیدری

○

تپتے صحرا کا بگولا ہوں، ٹھکانا دے دے
دے چمن مجھ کو تو منظر بھی سہانا دے دے

شکم فاقہ زدہ میں بھی نوالے اُتریں
پانی پی کے ہیں جو زندہ انھیں کھانا دے دے

جو ہیں مغموم، وہ جینے کا ہنر پا جائیں
اُن کی فطرت کو بھی اب ہنسنا ہنسانا دے دے

بوڑھے ماں باپ کو بہوئیں بھی وفادار ملیں
بیٹیوں کو بھی سکون بخش گھرانا دے دے

تازگی اور رنگ و بُو نہ ہوں جن کی زائل
سارے گُل دانوں کو ایسے گُل رعنا دے دے

کر رہی ہے انھیں گمراہ حماقت اِن کی
قافلے والوں کو اِک رہبرِ دانا دے دے

عزّم کو چاہیے عزّت کی قبا اور دستار
نیک اب و جد کا وہ ملبوس پرانا دے دے

عارفہ ریزیڈنسی، تھرڈ فلور 3/C، سنٹرل اسٹریٹ، ہندپیری، رانچی، جھارکھنڈ